Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس ، مفتی محمد امجد ، حکیم محمد فیضان ، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ............300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس ، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....نظامِ عدل کا نفاذ..................	مفتی محمد رضوان	۳
درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۵۵، آیت نمبر۸۴،۸۵)..بنی اسرائیل کا خون ریزی اور دوسروں پر ظلم کر کے اللہ کے عہد کو توڑنا..	// //	۶
درسِ حدیث ....نماز با جماعت کی فضیلت واہمیت..................	// //	۱۰
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ		
ریلوے نظام میں اصلاحات کی ضرورت اور ریل کی افادیت (قسط۱)..................	مفتی محمد رضوان	۲۵
تشریع اسلامی کا پس منظر اور اہل تجدد (قسط۲)..................	مفتی محمد امجد حسین	۲۸
ماہِ ربیع الآخر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..................	مولوی طارق محمود	۳۲
نماز کے اندرونی فرائض (نماز کے ارکان کا بیان: قسط۷)..................	مفتی محمد امجد حسین	۳۷
لباس اور پردے کے آداب (قسط۱)..................	مفتی محمد رضوان	۴۰
کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (قسط۱)...**اصلاحی مجلس**: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب		۴۳
مسلمانوں کی موجودہ باہمی خون ریزی، ایک لمحۂ فکریہ (بسلسلہ: اصلاحُ العلماء والمدارس).....	مفتی محمد رضوان	۴۷
علم کے مینار..................سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۹)..................	مفتی محمد امجد حسین	۵۶
تذکرۂ اولیاء:.................. ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان..................	// //	۵۹
پیارے بچو! .... سب سے بڑا ہتھیار..................	ابوحافظ محمد فرحان خان	۶۶
بزمِ خواتین .... پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط۸)...	مفتی ابوشعیب	۶۸
آپ کے دینی مسائل کا حل.... ڈاڑھی کا شرعی حکم اور اس کی مقدار	ادارہ	۷۳
کیا آپ جانتے ہیں؟.................. سوالات وجوابات..................	ترتیب: مفتی محمد یونس	۸۷
عبرت کدہ .... حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۶)..................	ابوجویریہ	۹۲
طب وصحت.................. کدو (PUMPKIN) یقطین (قسط۱)..................	حکیم محمد فیضان	۹۴
اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..................	مولانا محمد امجد حسین	۹۶
اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..................	ابرار حسین ستی	۹۷

Idara Ghufran

اداریہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مفتی محمد رضوان

نظامِ عدل کا نفاذ

مورخہ 13 اپریل 2009ء بروز پیر کو قومی اسمبلی میں قرارداد کی اتفاقِ رائے سے منظوری کے بعد صدر آصف علی زرداری صاحب نے نظامِ عدل ریگولیشن کے نفاذ کے سمجھوتے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ ایم کیو ایم کے علاوہ، قومی اسمبلی کی تمام جماعتوں کے ارکان نے نظامِ عدل ریگولیشن کی قرارداد کے حق میں رائے دی۔ پاکستان کی سیاست کے حوالہ سے یہ بات خوش آئند ہے کہ پارلیمنٹ میں موجود تقریباً تمام سیاسی جماعتوں نے نظام عدل کے نفاذ کی حمایت کی ہے، تاہم معدودے چند ایک مخصوص طبقے نے اس کی مخالفت بھی کی ہے اور ابھی تک کر رہا ہے۔

اگرچہ ماضی میں بھی دو مرتبہ یہ نظامِ عدل ریگولیشن نافذ کئے گئے لیکن ان سابقہ حکومتوں کے عدم خلوص کے باعث کامیاب نہ ہو سکے بلکہ ان حکومتوں نے نظام عدل کے نفاذ کو دین پسند افراد میں داخل ہو کر ان کے خلاف مختلف سازشیں کرنے اور ان کا شیرازہ منتشر کرنے کا ذریعہ بنایا لیکن اس مرتبہ چونکہ یہ کام پارلیمنٹ کے ذریعے سے ہوا ہے؛ اس لئے امید ہے کہ ماضی کی نامعقول روایت نہیں دہرائی جائے گی۔

سوات کے نظامِ عدل ریگولیشن کی اس موافقت ومخالفت کے بعد اسلام پسند اور غیر اسلام پسند قوتوں کے باہم نمایاں اور ممتاز ہونے کے بھی مواقع میسر آئے، چنانچہ بہت سے لوگوں اور جماعتوں نے تو اس پر خوشی کا اظہار کیا، جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ موجودہ فرسودہ نظام سے اکثر وہ عوام بھی تنگ آ چکے ہیں، جو خود اسلام پر چلنے کے سلسلہ میں عملی طور پر مضبوط نہیں ہیں، اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ انہیں ایسا نظام حاصل ہو، جس میں حق اور سچ کا بول بالا ہو، اور ظلم وستم کا خاتمہ ہو۔

اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اسلامی نظام صرف نماز، روزہ اور چند عبادات کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ امانت و دیانت سے خدا خوفی اور خود احتسابی کے اصول پر مبنی ایک صالح معاشرے کی تشکیل اور ایسے معاشرے کی بنیاد پر عدل وانصاف کے خداوندی ضابطوں کی روشنی میں ایک فلاحی اسلامی ریاست کی تاسیس اس کا اہم نصبُ العین ہے۔

اس لئے اسلامی نظام کے نفاذ سے عدل وانصاف اور حق وسچ کا حصول اور ظلم وستم اور غربت کا خاتمہ یقینی

Idara Ghufran

ہے، جو ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کے ضمیر کی آواز ہونی چاہئے۔

البتہ اگر کسی ظالم و جابر اور غاصب و قابض کے اغراض و مقاصد متاثر ہوتے ہوں تو اس کی طرف سے اس کی مخالفت کا ہونا کوئی بعید نہیں۔

افسوس ہے کہ ایک مخصوص سازش کے تحت اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے یہ بات پھیلائی گئی ہے کہ اسلامی نظام کے تحت زندگی گزارنا بہت مشکل کام ہے، اور اس پر چلنا ہر انسان اور خاص کر غریب کے بس کی بات نہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، کیونکہ اسلامی نظام میں معاشرتی زندگی کے ایسے زریں اصول موجود ہیں کہ ان کی روشنی میں ہر شخص کی زندگی آسان اور آرام دہ ہو جاتی ہے اور اسلامی نظام میں غریبوں کے حقوق کو اولین حیثیت حاصل ہے، اس لئے اسلامی نظام کے نفاذ کی ضرورت و افادیت کا تعلق امیروں سے زیادہ غریبوں سے ہے۔

جہاں تک امیر اور معاشرے کے بااختیار طبقات کا تعلق ہے جنہوں نے اپنی دھن، دولت اور طاقت کے بل بوتے پر خودسری، من مانی، اجارہ داری، استحصال و استبداد کی فضا قائم کر کے اپنے مادی مفادات کے گرد ایک حصار بنایا ہوا ہے، اسلام کا بے لاگ نظامِ عدل ان کے فرعونیت و پندار کے غبارے سے ساری ہوا نکال دیتا ہے۔

لہٰذا نظامِ عدل ریگولیشن کے نفاذ کے خلاف بعض مسلمانوں کی طرف سے احتجاج اور بے بنیاد خدشات کا اظہار کرنا بلاجواز ہونے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے اسلام کے متعلق چھپی ہوئی گندی ذہنیت کا بھی عکاس ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نظامِ عدل کے نفاذ میں پائیداری و استحکام عطا فرمائیں اور اس کو ہر قسم کی داخلی و خارجی سازشوں سے محفوظ فرما کر دنیا بھر کے لوگوں کو اسلام کی حقانیت اور اس کے فوائد و ثمرات کا مشاہدہ کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

اس موقع پر یہ بات ہم سب کو ضرور یاد رکھنی چاہئے کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ انمول نعمت اور یہ بے بہا دولت اس عہد کے نتیجے میں ہمیں عطا فرمائی تھی کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ ''لا الٰہ الا اللہ'' اس لئے اس ملک اور اس قوم کی تقدیر اسلام کے ساتھ وابستہ ہے، پاکستان بننے کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ جو پاکستان کے بانیوں میں سے ایک ہیں، ان کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں تمام مکاتبِ فکر کے اکابر علماء نے باہم اتفاق رائے سے اسلامی ریاست کے آئین اور نظام کی تشکیل کے

لئے اسلام کے بنیادی رہنما اصولوں پرمبنی قراردادِ مقاصد (جو 1973ء کے آئین کا حصہ ہے) مرتب کرکے اربابِ اقتدار کو پیش کرکے اتمامِ حجت کردی تھی، جس کے عملی نفاذ کا خواب ابھی تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکا، اس طرح ہم نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے اپنے رب اور اپنے دین کے ساتھ بدعہدی کے مرتکب ہورہے ہیں، اس بدعہدی کا وبال اس پورے عرصہ میں چھوٹے بڑے جھٹکوں کی صورت میں ہم سہتے بھی رہے، لیکن مجال کیا ہے کہ اس بڑے عہد کی پاسداری پر کمربستہ ہوں، جس عہد پر اس ملک کی بنیادیں استوار ہیں۔

آج جس قسم کے اندرونی، بیرونی، زمینی، آسمانی، مصنوعی اور قدرتی بحرانوں اور آفات سے ہم گزررہے ہیں، جو ہماری ساٹھ سالہ تاریخ کا شاید سب سے نازک دور اور کٹھن مرحلہ ہے، خدا نہ کرے یہ بدعہدی کی مہلت کے خاتمے کا اشارہ ہو، تلافیٔ مافات کی جو گھڑیاں ہمارے پاس باقی ہیں، اللہ کرے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھانے کی طرف راغب ہوں، کیونکہ موجودہ حالات میں اسلامی نظام ہی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دینے کا ایک واحد ذریعہ ہے، فاعتبروا یااولی الابصار۔

Idara Ghufran

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۵۵، آیت نمبر ۸۴، ۸۵)

مفتی محمد رضوان

بنی اسرائیل کا خون ریزی اور دوسروں پر ظلم کر کے اللہ کے عہد کو توڑنا

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ (۸۴) ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَى تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (۸۵)

ترجمہ: اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کا خون نہیں بہاؤ گے، اور اپنے لوگوں کو اپنے گھروں سے نہیں نکالو گے، پھر تم نے اقرار کر لیا تھا، اور تم خود اس کے گواہ ہو۔

پھر تم وہی لوگ ہو کہ باہم قتل وقتال بھی کرتے ہو، اور اپنے میں سے بعض لوگوں کو اُن کے گھروں سے بھی نکالتے ہو۔ ان اپنوں کے مقابلے میں (اُن کے دشمنوں کی) گناہ اور ظلم کے ساتھ مدد کرتے ہو، اور اگر وہ (دشمنوں کے) قیدی بن کر تمہارے پاس پہنچ جاتے ہیں تو اُن کو معاوضہ دے کر رہا کرا لیتے ہو، حالانکہ تم پر اُن کو (اُن کے گھروں سے ہی) نکالنا حرام کر دیا گیا تھا، کیا تم کتاب (توراۃ) کے کچھ حصے پر ایمان رکھتے ہو، اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو، تو جو تم میں سے یہ حرکت کرے، اُس کا بدلہ سوائے دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور کیا ہو سکتا ہے، اور قیامت کے دن ان لوگوں کو بڑے شدید عذاب کی طرف بھیج دیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں (ترجمہ ختم)

تفسیر وتشریح

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تین احکامات کا حکم فرمایا تھا اور ان کا پختہ عہد لیا تھا، ایک یہ کہ آپس میں قتل وقتال نہ کرنا، دوسرے یہ کہ اپنے لوگوں کو ترکِ وطن نہ کرانا، تیسرے یہ کہ اپنی

Idara Ghufran

قوم میں سے کسی کو قید و بند میں گرفتار دیکھیں تو روپیہ خرچ کر کے اس کو چھڑا لینا۔
لیکن انہوں نے پہلے دو حکم تو چھوڑ دیئے، یعنی ان پر عمل نہیں کیا، اور تیسرے حکم کا اہتمام کیا (معارف القرآن عثمانی)
حالانکہ قتل کرنا تو سب سے بڑھ کر جرم تھا، مگر تعجب ہے کہ جو جرم شدید تھا، اس کا تو یہ ارتکاب کرتے رہے، اور جو جرم ذرا ہلکا تھا، اس سے بچتے رہے، اور وہ بچنا بھی کوئی شریعت کا حکم سمجھنے کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ اس وجہ سے تھا کہ وہ حکم طبیعت اور اپنی غرض کے مطابق تھا (معاف القرآن کاندھلوی)
یہ آیات جس تناظر میں اتریں، اس کا پسِ منظر یہ ہے کہ مدینہ میں انصار کی دو بڑی قومیں آباد تھیں، ایک کا نام اوسؔ، اور دوسری کا نام خزرجؔ تھا، اور ان دونوں کے درمیان باہم عداوت و دشمنی رہتی تھی، اور کبھی کبھی قتال کی نوبت بھی آ جاتی تھی، اور مدینہ کے گرد و نواح میں یہودیوں کی بھی دو قومیں آباد تھیں، ایک بنی قریظہؔ کہلاتی تھی اور دوسری بنی نضیرؔ۔
اوسؔ اور بنی قریظہؔ کی باہم دوستی تھی، اور خزرجؔ اور بنی نضیرؔ میں باہم دوستی تھی، جب اوسؔ اور خزرجؔ میں باہم لڑائی ہوتی تو دوستی کی وجہ سے بنوقریظہؔ کے لوگ تو اوسؔ کے مددگار رہوتے، اور بنونضیرؔ کے لوگ خزرجؔ کی طرفداری کرتے، تو جہاں اوس و خزرج کے لوگ مارے جاتے، اور ان کو طرح طرح کے نقصانات پہنچتے، وہیں ان کے دوستوں اور حامیوں کو بھی یہ مصیبت پیش آتی۔
اور ظاہر ہے کہ بنوقریظہ کے قتل اور گھروں سے نکالنے میں بنونضیر کا بھی ہاتھ ہوا، اور بنونضیر کے قتل اور گھروں سے نکالنے میں بنوقریظہ کا۔
البتہ یہودیوں کی دونوں جماعتوں میں سے اگر کوئی انصار میں سے اپنے مخالف قبیلے کے ساتھ جنگ میں قید ہو جاتا تو ہر جماعت اپنے دوستوں کو مال پر راضی کر کے اس قیدی کو رہائی دلاتی، اور کوئی پوچھتا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو اس کو یہ جواب دیتے کہ قیدی کو رہا کرا دینا اللہ نے ہم پر لازم کیا ہے، اور اگر کوئی قتل وقتال میں دوسروں کا معین و مددگار بننے پر اعتراض کرتا تو کہتے کہ کیا کریں دوستوں کا ساتھ نہ دینے پر شرم محسوس ہوتی ہے (معارف القرآن عثمانی)
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کی شکایت فرمائی، اور ان کی اس برائی کا ذکر فرمایا کہ تم کو توریت میں قتل کرنے اور جلاوطن کرنے کی اور ظلم اور تعدی میں مدد کرنے کی ممانعت کی گئی تھی، اور قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کا حکم دیا گیا تھا، ان تمام احکامات میں تم نے صرف قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کے حکم پر عمل

کیا،اس لئے کہ وہ تمہاری نفسانی خواہش کے مطابق تھا، یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں بلکہ اپنے نفس کی اطاعت ہے، جو کہ اعلیٰ درجہ کی حماقت ہے، کہ اپنے بھائیوں کے قتل کو اوران کو گھروں سے نکالنے کو تو جائز سمجھتے ہیں،اوراگر وہ قیدی بن جائیں فدیہ دے کر چھڑانے کو واجب سمجھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ تم شریعت کے بعض حکموں اور بعض عہدوں کو بے دھڑک توڑتے ہو،اور جو حکم تمہاری نفسانی خواہش وطبیعت کے مطابق ہو،صرف اسی پرعمل کرتے ہو،دورنگی اور تضاد پرمبنی لے دے کے یہی تمہاری وہ دینداری ہے جس پر دنیا جہاں کے مقابلے میں خداپرستی اور ہدایت یافتہ ہونے کا گھمنڈ اورغرہ ہے(ماخوذ از معارف القرآن کاندھلوی)

اس آیت میں جن مخالف قوموں کی امداد کا ذکر ہے،اس سے اوس وخزرج مراد ہیں، کہ اوس بنی قریظہ کی موافقت میں بنی نضیر کے مخالف تھے،اورخزرج بنی نضیر کی موافقت میں بنی قریظہ کے مخالف تھے۔

گناہ اورظلم دولفظ لانے سے اس طرح اشارہ ہوسکتا ہے کہ اس میں دوحق ضائع ہوتے ہیں،ایک تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہ کرکے اللہ تعالیٰ کا حق ضائع ہوتا ہے،اور دوسرے کو تکلیف پہنچا کر بندوں کا حق بھی ضائع ہوتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عہد شکنی پر ملامت فرمانے کے ساتھ ان کی سزا اورعذاب کو بھی وضاحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

> کیا تم کتاب(توراۃ)کے کچھ حصے پر ایمان رکھتے ہو،اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو،تو جو تم میں سے یہ حرکت کرے،اُس کا بدلہ سوائے دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور کیا ہوسکتا ہے، اور قیامت کے دن ان لوگوں کو بڑے شدید عذاب کی طرف بھیج دیا جائے گا،اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔

اگرچہ وہ یہودی جن کا اس قصہ میں تذکرہ کیا گیا ہے،حضورﷺ کی نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہی تھے،مگران کا کفر یہاں ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ بعض احکام پرعمل نہ کرنے کو کفر سے تعبیر فرمایا گیا ہے، حالانکہ انسان جب تک حرام کو حرام سمجھے،اس وقت تک کافر نہیں ہوتا۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جو گناہ بہت شدید ہوتا ہے،تو شریعت کی زبان میں اس کی شدت کے پیشِ نظر اس پر کفر کا اطلاق کردیا جاتا ہے،ہم اپنی روزمرہ کی بول چال میں اس کی مثالیں دن رات دیکھتے ہیں،

جیسے کسی ذلیل حرکت کرنے والے کو کہہ دیتے ہیں کہ تُو تو بالکل چمار ہے، حالانکہ یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ وہ حقیقت میں چمار ہے، اس سے مقصود شدتِ نفرت اور اس کام کی قباحت و برائی کو ظاہر کرنا ہوتا ہے، اور یہی معنیٰ ہیں اس حدیث کہ:

مَنْ تَرَکَ الصَّلَاۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ. یعنی جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی، اس نے کفر کیا۔

ان آیات میں جن دو سزاؤں کا ذکر ہے، ان میں سے پہلی سزا یعنی دنیا میں ذلت و رسوائی اس کا وقوع تو اس طرح ہوا کہ حضور ﷺ ہی کے زمانے میں مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے بنی قریظہ قتل و قید کئے گئے، اور بنی نضیر ملکِ شام کی طرف ذلت و خواری کے ساتھ جلا وطن کر دیئے گئے اور دوسرا عذاب جو کہ حقیقی اور شدید ہے وہ آخرت کا باقی رہا (معارف القرآن عثمانی)

ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص شریعت کے اس حکم کو تو مانے جو اس کی طبیعت و خواہش کے موافق ہو، اور جو حکم طبیعت و خواہش کے مخالف ہو اس کا انکار کر دے، وہ کافر ہے، مسلمان نہیں، دنیاوی حکومتوں میں بھی، جو شخص حکومت کے کسی حکم کو ماننے سے انکار کر دے، اس پر بغاوت کی دفعہ لگ جاتی ہے، اور کفر اللہ تعالیٰ کی بغاوت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ بغاوت اور قابلِ گردن زنی دفعہ ہے (معارف القرآن کاندھلوی)

(زیرِ طبع)

ڈاڑھی کا شرعی حکم

ڈاڑھی کے مسئلہ پر مفصَّل و مدلَّل بحث

ڈاڑھی کی شرعی و فطری اعتبار سے فضیلت و اہمیت، اور اسلام میں ڈاڑھی کا مقام و مرتبہ، اور ڈاڑھی کی شرعی مقدار کا ثبوت، اور اس مقدار کے اعتدال اور فقہ اور طب و حکمت کے اصولوں پر مبنی ہونے کی بحث، اور ڈاڑھی مونڈنے یا شرعی مقدار سے کم کرنے میں پائے جانے والے گناہ، ڈاڑھی کے بارے میں پائے جانے والے مختلف شبہات و اعتراضات کا جائزہ، اور ڈاڑھی و مونچھوں کے بارے میں اہم مسائل کی تحقیق

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران　راولپنڈی

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نماز با جماعت کی فضیلت واہمیت

اسلام نے مرد حضرات کو فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی بہت فضیلت واہمیت بتلائی ہے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت ابواحوص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ لَيَمْشِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ (مسلم، حديث نمبر ۱۰۴۵، باب فضل صلاة الجماعةوبيان التشديد فى التخلف عنها)

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ ہم نے دیکھا ہے کہ نماز سے پیچھے رہنے والا صرف ایسا منافق ہی ہوتا تھا، جس کا نفاق معلوم ہوتا تھا، یا وہ (سخت) مریض ہوتا تھا، ورنہ مریض بھی دوآدمیوں کے سہارے سے نماز کے لئے آتا تھا، اور فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سراسر ہدایت والی سنتوں کی تعلیم دی ہے اور بے شک سرتاپا ہدایت والی سنتوں میں سے اُس مسجد میں نماز پڑھنا ہے، جس میں اذان دی جاتی ہو (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو، اس میں نماز پڑھنا ہدایت والے اعمال میں سے ہے (ملاحظہ: مرقاۃ، باب الجماعۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ (ابنِ ماجه حديث نمبر ۷۸۵، التغليظ فى التخلف عن الجماعة)

ترجمہ: جس نے اذان کو سنا اور پھر بھی نماز پڑھنے کے لئے نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں ہوگی،

مگر یہ کہ نماز کے لئے آنے میں اس کو کوئی عذر ہو (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اذان سن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہ آنے والے کی نماز کے متعلق یہ حدیث مختلف سندوں اور مختلف لفظوں کے ساتھ مروی ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلاَ صَلاَةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ (سنن الدارقطنی حدیث نمبر ۱۵۷۴، باب الحث لجار المسجد علی الصلاۃ فیہ الا من عذر، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۲۱۰۰، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۲۰۶۴)

ترجمہ: جس نے اذان سنی اور اس کا جواب نہیں دیا تو اس کی نماز نہیں ہوگی، مگر یہ کہ کوئی عذر ہو (ترجمہ ختم)

فائدہ: جواب نہ دینے سے مراد نماز پڑھنے کے لئے نہ جانا ہے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِىَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ فَلا صَلاةَ لَهُ، قَالُوا: وَمَا الْعُذْرُ؟ قَالَ: خَوْفٌ، أَوْ مَرَضٌ (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۸۹۶، کتاب الایمان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اذان دینے والے کی اذان سنی اس کی اتباع کرنے (یعنی نماز پڑھنے کے لئے جانے) سے کسی عذر نے نہیں روکا، تو اس کی نماز نہیں ہوگی، لوگوں نے سوال کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (کوئی جان، مال یا دشمن وغیرہ کا) خوف، یا مرض (ترجمہ ختم)

فائدہ: نماز نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز کا فرض تو ادا ہو جائے گا، لیکن وہ نماز قبول نہیں ہوگی، چنانچہ ایک روایت میں اس کی صاف وضاحت بھی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ سَمِعَ الصَّلاةَ يُنَادَى بِهَا صَحِيحًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، فَلَمْ يَأْتِهَا لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلاةً فِي غَيْرِهَا، قِيلَ: وَمَا الْعُذْرُ؟ قَالَ: الْمَرَضُ أَوِ الْخَوْفُ (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۸۹۷، کتاب الایمان)

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کے لئے اذان کو صحیح ہونے (یعنی تندرست ہونے) کی حالت میں جبکہ (نماز کے لئے جانے سے) کوئی عذر نہیں تھا، سُنا اور پھر وہ نماز پڑھنے کے لئے نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو جماعت کے بغیر قبول نہیں فرمائیں گے، سوال کیا گیا کہ عُذر سے کیا مراد ہے؟ جواب میں فرمایا کہ مرض (یعنی بیماری) یا (دشمن وغیرکا) خوف (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا عَلَی التَّغْلِیظِ وَالتَّشْدِیدِ وَلَا رُخْصَةَ لِأَحَدٍ فِی تَرْکِ الْجَمَاعَةِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ (ترمذی حدیث نمبر ۲۰۱)

ترجمہ: نبی علیہ السلام کے ایک سے زیادہ صحابہ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے اذان سُنی اور اس کا (عمل سے یعنی نماز کے لئے جا کر) جواب نہیں دیا، تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اور بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یہ جماعت کی تاکید سختی اور اہمیت وشدت کو بیان کرنے کے لئے ہے اور کسی کے لئے بھی بغیر عذر کے جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: ان تمام احادیث و روایات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشاد سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اہمیت وتاکید بالکل واضح ہے، کسی تشریح وتفسیر کی محتاج نہیں۔

حضرت ابواحوص سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ یَلْقَی اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلَی هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَیْثُ یُنَادَی بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَی وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَی وَلَوْ أَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِی بُیُوتِکُمْ کَمَا یُصَلِّی هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِی بَیْتِهِ لَتَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ یَتَطَهَّرُ فَیُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ یَعْمِدُ إِلَی مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا کَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِکُلِّ خَطْوَةٍ یَخْطُوهَا حَسَنَةً وَیَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَیَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَیِّئَةً وَلَقَدْ رَأَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ یُؤْتَی بِهِ یُهَادَی بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ حَتَّی یُقَامَ فِی الصَّفِّ (مسلم، حدیث نمبر ۱۰۴۶، باب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنھا، واللفظ لہٗ، سنن النسائی

حدیث نمبر ۸۴۰، باب المحافظة علی الصلوات حیث ینادی بھن،ابنِ ماجه حدیث نمبر ۷۶۹، المشی الی الصلاة ،مسند احمد حدیث نمبر ۳۴۴۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے، تو اسے چاہئے کہ ان (فرض) نمازوں کو ایسے مقام پر ادا کرنے کی حفاظت (و پابندی) کرے کہ جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی مسجد میں) کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں، اور بے شک انہی میں سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی ہے، اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے، جیسا کہ فلاں شخص جماعت سے پیچھے رہ جاتا ہے اور اپنے گھر میں (بغیر جماعت کے) نماز پڑھتا ہے، تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے، اور اگر تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، اور جو شخص بھی پاکی حاصل کرے اور اچھی طرح پاکی حاصل کرے (یعنی خوب اچھی طرح وضو کرے) پھر مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے اٹھنے والے ہر قدم پر ایک نیکی لکھتے ہیں، اور اس کا ایک درجہ بڑھا دیا جائے گا اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جائے گا، اور ہم نے یہ دیکھا کہ جماعت سے صرف ایسا منافق ہی پیچھے رہتا تھا جو کھلم کھلا منافق ہوتا تھا، اور ایک (مریض) آدمی بھی دو آدمیوں کے سہارے پر لایا جاتا تھا اور اس کو (مسجد میں لاکر) صف میں کھڑا کیا جاتا تھا (یعنی وہ خود سے چل کر نہیں آ سکتا تھا اور خود سے صف میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا، دوسرے اس کو لاتے تھے اور صف میں کھڑا کرتے تھے) (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز با جماعت کی اہمیت وفضیلت پورے طریقہ پر ثابت و معلوم ہوگئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي أَنْ يَجْمَعُوا حُزَمَ الْحَطَبِ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى أَقْوَامٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ(ترمذی حدیث نمبر ۲۰۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے چند جوانوں سے کہوں کہ وہ لکڑیوں کا ایندھن جمع کریں، پھر میں (مسجد میں) نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں، اور پھر ان

لوگوں کو آگ لگادوں جونماز میں حاضر نہیں ہوتے (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَبُو عِيسَى وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ وَجَابِرٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ترمذی حدیث نمبر ۲۰۱)

ترجمہ: اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود، ابی الدرداء، ابن عباس، معاذ بن انس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَ نَاسًا فِي بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنْهَا فَآمُرَ بِهِمْ فَيُحَرِّقُوا عَلَيْهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ بُيُوتَهُمْ وَلَوْ عَلِمَ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا لَشَهِدَهَا يَعْنِي صَلَاةَ الْعِشَاءِ (مسلم، حدیث نمبر ۱۰۴۰، باب فضل صلاة الجماعةوبيان التشديد فى التخلف عنها)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے بعض نمازوں میں کچھ لوگوں کو غیر حاضر پایا، تو آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہ گئے ہوں، پھر میں لکڑیوں کے ایندھن سے ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگانے کا حکم کروں، اور اگر ان (غیر حاضر رہنے والوں میں سے) کسی کو گوشت والی ہڈی حاصل ہونے کا پتہ چل جائے تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہو جائے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ تھا کہ اگر گوشت والی ہڈی ملنے کی امید ہو تو نماز کے لئے (خواہ وہ عشاء کی نماز ہی کیوں نہ ہو) حاضر ہونا گوارا ہوگا، مگر نماز جس کا عظیم الشان ثواب ہے، اس کے لئے حاضری گوارا نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ (مسلم،

حدیث نمبر ۱۰۴۱، باب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنہا)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری عشاء کی نماز اور فجر کی نماز گزرتی ہے، اور اگر لوگوں کو ان دونوں نمازوں (کے ثواب) کا علم ہوجائے تو ان کے پڑھنے کے لئے ضرور آئیں گے خواہ انہیں (بیماری وغیرہ کے باعث) گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ آنا پڑے، اور میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں، اور پھر کسی آدمی کو (اپنی جگہ) لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر میں کچھ لوگوں کو ''جن کے ساتھ لکڑیوں کا ایندھن ہو'' اپنے ساتھ لے کر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کو ان کے گھروں سمیت آگ میں جلادوں (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضور ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ کس درجہ شفقت ومحبت کا تعلق تھا، مگر پھر بھی جماعت سے پیچھے رہنے والوں پر اتنی ناراضگی کا اظہار فرمارہے ہیں، یہ سب کچھ جماعت کی اہمیت وتاکید ہی کے لئے ہے۔

حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری فرماتے ہیں کہ:

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ ثَلاثَةٍ فِی قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ. قَالَ زَائِدَةُ قَالَ السَّائِبُ يَعْنِی بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ فِی الْجَمَاعَةِ (ابوداؤد، باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ، حدیث نمبر ۴۶۰؛ نسائی، باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ، حدیث نمبر ۸۳۸؛ سنن کبریٰ نسائی، کتاب الطھارۃ، حدیث نمبر ۹۲۰؛ مسند عبداللہ بن المبارک، باب مامن ثلاثۃ فی قریۃ ولابدو ولاتقام فیھم، حدیث نمبر ۷۵؛ ابن حبان، حدیث نمبر ۲۱۰۱؛ صحیح ابن خزیمۃ، حدیث نمبر ۱۴۰۶؛ مستدرک حاکم، باب مامن ثلاثۃ فی قریۃ ولابدو ولاتقام فیھم، حدیث نمبر ۷۲۱)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں جماعت کی نماز نہ ہوتی ہو، تو ان پر شیطان مسلط ہوجاتا ہے، اس لئے تم جماعت کو ضروری سمجھو، پس بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے، حضرت زائدہ راوی فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت سائب (جنھوں نے یہ روایت بیان کی) نے فرمایا جماعت سے مراد باجماعت نماز ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے ایک طرف تو جماعت سے نماز پڑھنے کی اہمیت وتاکید معلوم ہوئی کہ جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، اور سنتِ مؤکدہ کا درجہ واجب کے قریب ہوتا ہے۔

حدیث میں جو تین آدمیوں کا ذکر کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ تین آدمیوں سے جماعت اچھے طریقہ پر قائم ہوسکتی ہے، اگر کسی وقت ایک غیر حاضر ہو تو دوسرا موجود ہوگا، اور دو آدمیوں سے بھی جماعت قائم ہوجاتی ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت سے الگ رہ جانے والے شخص پر شیطان مسلط ہوجاتا ہے اور اس کو گمراہ کرتا ہے، جس طرح ریوڑ سے الگ رہ جانے والی بکری کو بھیڑیا کھالیتا ہے اور اس پر مسلط ہوجاتا ہے، پس جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا شیطان کے حملہ سے حفاظت کا مؤثر ذریعہ ہوا (ملاحظہ ہو: مرقاۃ، باب الجماعۃ، دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین لمحمد علی بن محمد علان بن إبراہیم البکری الصدیقی الشافعی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ (مسلم حديث نمبر ۱۰۵۹، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة، واللفظ لهٗ، ابو داؤد حديث نمبر ۴۷۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا باجماعت نماز پڑھنا، اس کے گھر میں نماز پڑھنے اور اس کے بازار میں نماز پڑھنے سے بیس اور کچھ درجہ زیادہ ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ لوگوں میں سے جب کوئی وضو کرتا ہے اور عمدہ طریقہ سے وضو کرتا ہے (کوئی کہنی، انگلیوں کے درمیان وغیرہ کی جگہ خشک نہیں رہتی) پھر وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے اس کو نماز کے علاوہ کوئی اور چیز مسجد میں آنے پر نہیں اُبھارتی اور صرف نماز ہی کے ارادہ سے آتا ہے (کوئی

دنیوی یا فاسد غرض نہیں ہوتی) تو وہ جو قدم بھی اُٹھاتا ہے اس پر اس کا ایک درجہ بڑھا دیا جاتا ہے اور ایک خطا معاف کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوجائے، پھر جب وہ مسجد میں داخل ہوجاتا ہے تو جب تک وہ نماز کے لئے رُکا رہتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے(یعنی اسے نماز کا انتظار کرنے میں نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے) اور تم میں سے جب تک کوئی شخص اپنی اس مجلس میں رہتا ہے جس میں اُس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اُس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں، اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرمادیجئے، اے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیجئے، یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے، جب تک وہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور وضو نہ توڑے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا جو یہ فرمارہے تھے کہ :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَلا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلاةَ (بخاری ،کتاب الاذان، باب فضل الجماعة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا باجماعت نماز پڑھنا اس کے گھر اور بازار (مثلاً اپنی دوکان، اور دفتر وغیرہ) میں نماز پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔اور واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی وضو کرتا ہے اور خوب اچھی طرح سے وضو کرتا ہے، پھر وہ مسجد کی طرف نکلتا ہے اور وہ صرف نماز کے لئے ہی نکلتا ہے(کسی اور دنیوی غرض کے لئے نہیں نکلتا) تو وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے اس پر اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، اور ایک خطا معاف کی جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھے رہنے تک فرشتے برابر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما، اور تم میں سے کوئی بھی جب تک نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے باجماعت نماز کے پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھنے کی

حدیث مختلف محدثین نے روایت کی ہے، چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةٌ مَعَ الْإِمَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلاةً يُصَلِّيهَا وَحْدَهُ (مسلم، حديث نمبر ۱۰۳۷، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھی جانے والی نماز سے پچیس درجہ زیادہ افضل ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا (مسلم، حديث نمبر ۱۰۳۴، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها ،نسائي حديث نمبر ۸۲۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تمہارے کسی کے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس جزء (یعنی درجے) افضل ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

تَفْضُلُ صَلاةٌ فِي الْجَمِيعِ عَلَى صَلاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً قَالَ وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلاةِ الْفَجْرِ ،قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا) (مسلم، حديث نمبر ۱۰۳۵، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها)

ترجمہ: جماعت کے ساتھ نماز کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے، اور فرمایا کہ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں حاضر ہوتے ہیں، حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو "وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا" (ترجمہ ختم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ:

صَلاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً (بخاری، حدیث نمبر ۶۱۰، باب فضل الجماعة، مسند احمد حديث نمبر ۱۱۰۹۵)

ترجمہ: جماعت کی نماز تنہا نماز سے پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے(ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

صَلاۃُ الْجَمَاعَۃِ تَزِیدُ عَلَی صَلاۃِ الْفَذِّ خَمْسًا وَعِشْرِینَ دَرَجَۃً (نسائی حدیث نمبر ۸۳۰، کتاب الامامۃ، باب فضل الجماعۃ)

ترجمہ: جماعت کی نماز تنہا نماز پر پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے(ترجمہ ختم)

بعض روایات میں پچیس کے بجائے ستائیس درجہ فضیلت کا ذکر ہے، چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

صَلاۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلاۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِینَ دَرَجَۃً(بخاری، حدیث نمبر ۶۰۹، باب فضل الجماعۃ،واللفظ لہٗ،مسلم، حدیث نمبر ۱۰۳۸، باب فضل صلاۃ الجماعۃوبیان التشدید فی التخلف عنھا ،ترمذی حدیث نمبر ۱۹۹، باب ماجاء فی فضل الجماعۃ،نسائی حدیث نمبر ۸۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۴۹۹۹)

ترجمہ: جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے(ترجمہ ختم)

امام ترمذی رحمہ اللہ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَالَ وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللَّہِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِی سَعِیدٍ وَأَبِی ھُرَیْرَۃَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ أَبُو عِیسَی حَدِیثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ وَھَکَذَا رَوَی نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ تَفْضُلُ صَلَاۃُ الْجَمِیعِ عَلَی صَلَاۃِ الرَّجُلِ وَحْدَہُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِینَ دَرَجَۃً قَالَ أَبُو عِیسَی وَعَامَّۃُ مَنْ رَوَی عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا قَالُوا خَمْسٍ وَعِشْرِینَ إِلَّا ابْنَ عُمَرَ فَإِنَّہُ قَالَ بِسَبْعٍ وَعِشْرِینَ (ترمذی حدیث نمبر ۱۹۹، باب ماجاء فی فضل الجماعۃ)

ترجمہ: اس سلسلہ میں عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور ابی سعید اور ابوہریرہ اور انس بن مالک سے احادیث مروی ہیں، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمر کی حدیث حسن صحیح ہے، اوراسی طرح حضرت نافع نے، حضرت ابنِ عمر سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جماعت کی نماز آدمی کی تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اور عام طور پر نبی ﷺ سے

پچیس درجہ فضیلت مروی ہے،مگر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ستائیس درجہ کی فضیلت کا ذکر ہے(ترجمہ ختم)

فائدہ: اکثر حدیثوں میں جماعت کی نماز کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس درجے زیادہ بتلائی گئی ہے،لیکن بعض احادیث میں ستائیس درجہ زیادہ جو بتلائی گئی،محدثین نے فرمایا کہ ابتداءً تو ثواب پچیس درجہ ہی زیادہ تھا،مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ ثواب پچیس سے بڑھا کر ستائیس درجہ زیادہ فرمادیا۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ اصل ثواب ستائیس درجہ ہی ہو،اور پچیس درجہ والی میں ستائیس درجہ کے ثواب کی نفی مقصود نہیں ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ پچیس اور ستائیس درجہ کا ثواب مختلف نمازیوں اور حالات کے اعتبار سے ہے،جو لوگ زیادہ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں،ان کو ستائیس درجہ فضیلت عطا کی جاتی ہے، اور جن کے خشوع وخضوع میں کچھ کمی ہوتی ہے،ان کو پچیس درجہ فضیلت عطا کی جاتی ہے۔

اسی طرح اگر بڑی جماعت یا نیک لوگوں کے ساتھ اور فضیلت والے مقام پر پڑھی جانے والی نماز کا ثواب ستائیس درجہ فضیلت رکھتا ہے،اور اگر چھوٹی جماعت یا عام لوگوں کے ساتھ یا پہلے سے کم فضیلت والے مقام پر نماز باجماعت پڑھی جائے،تو اس کا ثواب پچیس درجہ فضیلت رکھتا ہے۔واللہ اعلم۔

ان تمام احادیث سے باجماعت نماز کی فضیلت ظاہر ہوئی،اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بغیر جماعت کے نماز پڑھتا ہے،تو اس کی نماز بھی ادا ہو جاتی ہے،اسی لیے تو جماعت کی فضیلت کو تنہاء نماز پڑھنے کے مقابلہ میں زیادہ فضیلت کا باعث بتلایا گیا،اور اگر جماعت کے بغیر نماز درست اور ادا ہی نہ ہوتی،تو پھر یہ فضیلت نہ بتلائی جاتی، بلکہ یہ فرمایا جاتا کہ تنہاء نماز ادا ہی نہیں ہوتی (ملاحظہ ہو: المنتقیٰ شرح الموطا،تحت حدیث رقم ۲۶۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ (: صَلاَةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلاَتِهِ وَحْدَهُ :خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَإِنْ صَلاَّهَا بِأَرْضِ فَلاَةٍ فَأَتَمَّ وُضُوءَ هَا وَرُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَغَتْ صَلاَتُهُ خَمْسِينَ دَرَجَةً (مصنف ابن أبي شيبة في الأحاديث والآثار؛ ابوداوُد، حديث نمبر ۴۷۳، كتاب الصلاة،باب ماجاء في فضل المشي الى الصلاة؛ مسند عبد بن حميد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی جماعت سے نماز پڑھنا،اس کے تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے،اور اگر کوئی جنگل میں (جماعت کے ساتھ)

نماز پڑھتا ہے، اور نماز کے لیے وضو کو مکمل طریقہ سے کرتا ہے، اور نماز کے رکوع وسجدوں کو بھی ٹھیک ٹھیک ادا کرتا ہے، تو اس کی نماز کا ثواب پچاس درجہ تک فضیلت کو پہنچ جاتا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس گنا زیادہ ہوتی ہے، اور اگر کوئی جنگل میں ہو، اور وضو مکمل اور صحیح طریقہ سے کر کے کامل رکوع وسجود کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتا ہے، تو اس کی فضیلت پچاس درجہ زیادہ کر کے عطا کی جاتی ہے، اور جنگل میں اتنی زیادہ فضیلت حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جنگل میں اور مسافر کے لیے جماعت کا انتظام کرنے، اور جماعت سے نماز ادا کرنے میں زیادہ مشقت اور دقت ہوتی ہے (ملاحظہ ہو: فیض القدیر تحت حدیث رقم ۵۰۷۸)

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس فضیلت کا تعلق اس فتنہ کے زمانے سے ہے، جس کے بارے میں احادیث میں فرمایا گیا کہ آدمی اپنا دین بچانے کے لیے بکری کو لے کر جنگل یا پہاڑ میں پناہ لے گا، ظاہر ہے کہ ایسے زمانے میں اگر وہاں جنگل میں بھی کسی کو ساتھ ملا کر جماعت کرتا ہے تو اس جماعت کی فضیلت زیادہ ہوگی، اور وہ فضیلت پچاس درجہ بڑھی ہوئی ہے۔

بہرحال جو کچھ بھی کہا جائے، مطلب یہ ہے کہ جنگل اور سفر میں بھی نماز کو نہ چھوڑنا اور اوپر سے جماعت کا اہتمام کرنا عظیم الشان فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا (ابوداؤد، حديث نمبر ۴۷۷، فيمن خرج يريد الصلاة فسبق بها، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۸۵۹۰، مسند عبد بن حميد حديث نمبر ۱۴۵۹، السنن الكبرىٰ للبيهقي حديث نمبر ۵۲۰۸، السنن الصغرىٰ للبيهقي حديث نمبر ۵۸۳، شعب الايمان للبيهقي حديث نمبر ۲۶۳۴، مسند البزار حديث نمبر ۸۱۸۰، مستدرك حاكم حديث نمبر ۷۵۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا، اور بہت عمدہ واچھے طریقہ سے وضو کیا، پھر وہ نماز پڑھنے کے لیے گیا، تو اس نے لوگوں کو نماز پڑھ چکنے والا پایا (یعنی اس کا نکلتے وقت

---

[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه، تعليق الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم (بحواله بالا)

تو جماعت میں شامل ہونے کا ارادہ تھا، لیکن مسجد پہنچ کر دیکھا تو نماز ہو چکی تھی) تو اللہ تعالیٰ اس کو جماعت سے نماز پڑھنے اور جماعت میں حاضر ہونے والے کے مثل اجروثواب عطا فرماتے ہیں، اور جماعت سے نماز پڑھنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی (ترجمہ ختم)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ فَقَالَ أَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ أَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى (ابوداؤد، واللفظ لہٗ؛ مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۳۱۲؛ مسند عبد بن حمید حدیث نمبر ۱۷۵، واللفظ لہٗ، مسند ابن الجعد حدیث نمبر ۲۱۲۶)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں شخص نماز میں حاضر ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ کیا فلاں شخص حاضر ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں (یعنی فجر اور عشاء) منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری گزرتی ہیں، اور اگر تم ان دونوں نمازوں میں جو کچھ (فضیلت اور اجروثواب) ہے، اس کی حقیقت کو جان لو؛ تو تم ان دونوں نمازوں کے لیے آؤ گے، خواہ تمہیں گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ آنا پڑے، اور بے شک پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے، اور اگر تم پہلی صف کی فضیلت کو جان لو، تو تم اس کے لیے ضرور پیش قدمی کرو، اور بے شک ایک آدمی کی نماز دوسرے آدمی کے ساتھ زیادہ پاکیزہ ہے، اس کی تنہاء نماز پڑھنے کے مقابلہ میں، اور آدمی کی دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ پاکیزہ ہے، ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنے کے مقابلہ میں، اور جتنے لوگ بھی (جماعت میں) زیادہ ہوں، وہ اتنی ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

حضرت عبداللہ بن ابی بصیر اپنے والد ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ: قَـدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ ، فَقُلْتُ لَهُ :يَا أَبَا الْمُنْذِرِ ، حَدِّثْنِي بِأَعْجَبِ حَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :صَلَّى بِنَا ، أَوْ صَـلَّـى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةَ الْغَدَاةِ ، ثُمَّ قَالَ :أَشَاهِدٌ فُلانٌ مَرَّتَيْنِ ؟ قُلْنَا :نَـعَمْ ، وَلَمْ يَشْهَدِ الصَّلاةِ ، ثُمَّ قَالَ :أَشَـاهِدٌ فُلانٌ ؟ قُلْنَا : نَعَمْ ، وَلَمْ يَشْهَدِ الصَّلاةَ ، قَالَ :إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلاةُ الْعِشَاءِ ، وَصَلاةُ الْفَجْرِ ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا مِنَ الرَّغَائِبِ لأَتَيْتُمُوهُمَا ، وَلَوْ حَبْوًا ، وَإِنَّ الـصَّفَّ الأَوَّلَ عَـلَـى مِثْلِ صَفِّ الْـمَـلائِكَةِ ، وَلَـوْ تَـعْـلَـمُـونَ فَضِيلَتَـهُ لابْتَـدَرْتُـمُـوهُ ، وَإِنَّ صَلاتَكَ مَعَ رَجُلٍ ، أَزْكَى مِنْ صَلاتِكَ وَحْدَكَ ، وَأَنَّ صَـلاتِكَ مَعَ رَجُلَيْنِ ، أَزْكَى مِنْ صَلاتِكَ مَعَ رَجُلٍ ، وَمَا أَكْثَرْتَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَـى اللَّهِ "(شـرح السـنة ،بـاب التشـديـد عـلـى تـرک الجماعة، واللفظ لهٗ، المسند للشاشي حديث نمبر ۱۴۲۲)

ترجمہ: ابوبصیرفرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا،تو میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی،اور میں نے (ان سے کہا کہ اے ابومنذر (یعنی ابی بن کعب) مجھے آپ رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہوئی کوئی عجیب حدیث سُنایئے،تو حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، پھر(نماز سے فارغ ہوکر) فرمایا کہ کیا فلاں شخص موجود ہے، یہ جملہ دومرتبہ فرمایا،ہم نے کہا کہ جی ہاں (موجودتو ہے،سفروغیرہ پر نہیں ہے) لیکن وہ نماز میں حاضرنہیں ہوا، پھرفرمایا کہ کیاں فلاں شخص موجود ہے،ہم نے کہا کہ جی ہاں،لیکن وہ نماز میں حاضرنہیں ہو،اتو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک منافقین پر سب سے زیادہ بھاری عشاءاور فجر کی نماز گزرتی ہے،اوراگرتمہیں ان دونوں نمازوں کے انعامات (وفضائل) کی حقیقت معلوم ہوجائے،توتم ان دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہو، اگرچہ گھٹنوں کے بل کیوں نہ آنا پڑے،اور بے شک پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے،اوراگرتمہیں پہلی صف کی فضیلت کا پتہ چل جائےتوتم اس کی طرف ضرورپیش قدمی کرو، اور بے شک تمہارا ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا تمہارے تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں زیادہ پاکیزہ ہے،اورتمہارا دوآدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنے

کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ ہے، اور جتنے لوگ بھی (جماعت میں) زیادہ ہوں، وہ اتنی ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

حضرت قباث بن اشیم لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ":صَلاةُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، أَزْكَى عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلاةِ أَرْبَعَةٍ تَتْرَى، وَصَلاةُ أَرْبَعَةٍ يَؤُمُّهُمْ أَحَدُهُمْ، أَزْكَى عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلاةِ ثَمَانِيَةٍ تَتْرَى، وَصَلاةُ ثَمَانِيَةٍ يَؤُمُّهُمْ أَحَدُهُمْ، أَزْكَى عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلاةِ مِائَةٍ تَتْرَى "، قَالَ إِسْحَاقُ بن رَاهَوَيْهِ :قَدْ أَدْرَكَ قَبَاثٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۱۵۴۲۰، واللفظ لہٗ؛ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم، حدیث نمبر ۸۴۷؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۶۷۰۳، مسند الشامیین للطبرانی، حدیث نمبر ۴۷۳) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کی اس طرح نماز پڑھنا کہ ایک ان میں سے دوسرے کی امامت کرے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار تنہا نماز پڑھنے والے لوگوں کی نماز سے زیادہ پاکیزہ (وپسندیدہ) ہے، اور چار آدمیوں کی اس طرح نماز پڑھنا کہ ان میں سے ایک دوسروں کی امامت کرے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آٹھ تنہا نماز پڑھنے والے لوگوں کی نماز سے زیادہ پاکیزہ (وپسندیدہ) ہے، اور آٹھ آدمیوں کی اس طرح نماز پڑھنا کہ ان میں سے ایک دوسروں کی امامت کرے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سو تنہا نماز پڑھنے والے لوگوں کی نماز سے زیادہ پاکیزہ (وپسندیدہ) ہے۔

اسحاق بن راہویہ (جو اس روایت کے راوی ہیں، وہ) فرماتے ہیں کہ حضرت قباث نے نبی ﷺ کو پایا ہے (اس لیے وہ صحابی ہیں) (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے جہاں ایک طرف تنہا نماز پڑھنے والے لوگوں کی الگ الگ نماز کے مقابلہ میں ان سے کم تعداد کے لوگوں کی جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی، اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت جتنی بڑی ہوگی، اتنی ہی فضیلت بھی زیادہ ہوگی۔

---

[۱] قال الهيثمی:
رواه البزار والطبرانی فی الكبير ورجال الطبرانی موثقون (مجمع الزوائد، جزء۲ صفحه ۳۹)

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

ریلوے نظام میں اصلاحات کی ضرورت اور ریل کی افادیت (قسط۱)

یہ مضمون اصل میں بنیادی طور پر تو ریلوے حکام کی خدمت میں ارسال کرنے کی غرض سے تحریر کیا گیا تھا، لیکن اس میں کئی پہلو عوام سے بھی متعلق ہیں، نیز ماہنامہ کے بعض قارئین کا تعلق بھی کسی نہ کسی درجہ میں ریلوے کی انتظامیہ کے مختلف شعبوں سے ہوتا ہے، اس غرض سے اس کی عام اشاعت کی جارہی ہے......ادارہ......

آج کل دنیا میں لوگوں کی مختلف مقامات سے ضروریات وحاجات وابستہ ہوگئی ہیں، اور اتنی دور دراز کے علاقے جہاں انسان مہینوں کا سفر طے کرکے پہنچتا تھا، وہاں تیز ترین سواریوں کے ذریعہ سے چند گھنٹوں میں پہنچ جاتا ہے، اور اس طرح دنیا کے دور دراز کے علاقے ایک محلّہ اور ایک شہر معلوم ہونے لگے ہیں۔

ان حالات کے پیشِ نظر ظاہر ہے کہ سفر واسفار کے ساتھ لوگوں کی غیر معمولی وابستگی ہوگئی ہے، عوامی دنیا میں سفر کے لئے عموماً ایسے ذرائع کو ترجیح دی جاتی ہے، جو منزل تک بحفاظت جلدی رسائی کرسکیں اور اسی کے ساتھ راحت وآرام بھی میسر ہو۔

اور اگرچہ ہوائی جہاز کا سفر اس مقصد میں زیادہ کامیاب شمار کیا جاتا ہے، لیکن اس کے اخراجات عامۃُ الناس کی پہنچ سے بلند وبالا ہونے کے باعث اس دور میں ہوائی جہاز سے سفر کا سلسلہ ایک مخصوص طبقہ تک محدود ہے اور عوام کی اکثر تعداد زمینی راستے سے سفر کو ترجیح دیتی ہے۔

پھر زمینی راستے میں بسوں اور ریلوں کے ذریعہ عموماً سفر ہوتا ہے۔

اور ان دونوں قسم کے سفروں میں ریل کا سفر عام طور پر آرام دہ اور بہتر خیال کیا جاتا ہے، اور ترقی یافتہ ممالک میں ریلوے کے ذریعہ سفر کا سلسلہ بہت زیادہ منظّم ومستعد ہونے کے ساتھ ایک بڑا نفع بخش ذریعہ بھی شمار کیا جاتا ہے، لیکن ہمارے ملک میں ریلوے کا نظام انتہائی خراب اور غیر منظّم ہونے کے باعث نہ تو عامۃ الناس کا ریل کے ذریعہ سفر کرنے کی طرف زیادہ رجحان یا کم از کم اس درجہ کا رجحان پایا جاتا، جس کی کہ ضرورت تھی، اور نہ ہی حکومت کے لیے یہ شعبہ نفع بخش سمجھا جاتا ہے۔

بلکہ عموماً ہر سال اس شعبے کے خسارے میں رہنے کی خبریں سننے کو ملتی رہتی ہیں، جو ہماری حکومت وعوام کے لیے کسی بڑے المیہ سے کم نہیں۔

افسوس کہ مسلسل خسارہ ہوتے رہنے کے باوجود بھی اس شعبہ کی کماحقہ' اصلاح وترقی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔

اس سلسلہ میں چند تجاویز پر اگرعمل کرلیا جائے تو امید ہے کہ حکومت وعوام دونوں کے لیے یہ شعبہ صلاح وفلاح کا باعث اور ملکی ترقی میں عمدہ وبہترین کردار ادا کرسکتا ہے۔

ہم اختصار کے طور پر حکومت وعوام سے متعلق اس شعبہ کی اصلاح وترقی کے لیے چند تجاویز پیش کرتے ہیں:

(۱)......اکثر مقامات پر صرف ایک لائن (یعنی سنگل ٹریک) ہونے کی وجہ سے ٹرینیں اپنے اوقات پر منزل نہیں پہنچ پاتیں، اور مؤخر ہوجاتی ہیں، کیونکہ دونوں اطراف سے مختلف مسافر اور مال بردار ٹرینیں گزرنے کے باعث، میل اور کراسنگ کرانی پڑتی ہے۔

اور جگہ جگہ ٹرینوں کو روک کر رکھنا پڑتا ہے، اور اس کے لیے کوئی ایسا نظام بھی مقرر نہیں کہ میل اور کراسنگ کے وقت غیر معمولی وقت کے لیے ٹرینوں کو کھڑا نہ ہونا پڑے۔

اور ٹرینوں کے مؤخر (اور لیٹ) ہونے اور صحیح اوقات پر منزل پر نہ پہنچنے، اور جگہ جگہ ٹھہرے رہنے بلکہ اکثر اوقات ویرانے میں ٹھہرے رہنے کی وجہ سے بہت سے لوگ ٹرینوں سے سفر کرنا پسند نہیں کرتے۔

اس لیے ملک میں ڈبل ٹریکوں کی تنصیب کی بطور خاص ضرورت ہے۔

ڈبل ٹریک بنانے کے بعد ایک طرف تو ٹرینوں کے مؤخر ہونے کا سلسلہ کافی حد تک قابو میں آجائے گا، اور عوام کے لئے ٹرینوں کا سفر زیادہ توجہ کا باعث ہوکر نفع بخش ہوجائے گا، اور اسی کے ساتھ ٹرینوں کی تعداد میں اضافہ کرکے مزید فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں، اور کئی غیر ضروری اخراجات بھی کم کئے جاسکتے ہیں، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ ڈبل ٹریک بنانے کے لیے غیر معمولی سرمایہ درکار ہے، جو کہ حکومت یا ریلوے کے شعبہ کے پاس میسر نہیں؟

تو اس سلسلہ میں ہمارے خیال میں اگر تھوڑے غور وفکر سے کام لیا جائے تو بہت آسانی سے کم خرچ بالانشین کا مصداق بن کر یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ جس طرح دوسرے شعبوں کے لئے قرض وغیرہ لے کر کام چلایا جاتا ہے، یا خود ریلوے کے خسارہ

کی وجہ سے بڑی رقم خرچ ہوتی ہے، تو اس شعبہ کو زیادہ مفید اور مؤثر بلکہ نفع بخش بنانے کے لئے بھی ان دونوں صورتوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

امید ہے کہ ڈبل ٹریک بننے کے بعد بہت جلد یہ شعبہ قرض کی ادائیگی کے ساتھ خسارے کو ختم کرنے اور نفع بخش ہونے میں اہم کردار ادا کرے گا، اس کے علاوہ سنگل ٹریکوں کے باعث جو جگہ جگہ سگنل بنائے گئے ہیں، اور کراسنگ کا مسئلہ حل کرنے کے لئے بے شمار تنخواہ دار ملازم رکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے، ان اخراجات کا بوجھ بھی کم ہوجائے گا، جو بذاتِ خود خسارہ کم اور ختم کرنے اور نفع بڑھانے کا اہم ذریعہ ثابت ہوگا۔

ڈبل ٹریک کی تنصیبات کے لئے ریلوے کے شعبہ پر کم از کم اخراجات کا وزن ڈالنے کے لئے یہ تدبیر بھی کی جاسکتی ہے، کہ جن جن مقامات پر فضول اور بلاوجہ پرانی ڈبل لائنیں بچھی ہوئی ہیں، اور وہ کسی استعمال میں نہیں آرہیں، ان کو وہاں سے اکھاڑ کر ڈبل ٹریکوں کے کام میں لایا جائے، اور جگہ جگہ فضول پڑی ہوئی لائنیں بھی استعمال کی جائیں۔

عینی مشاہدات کے مطابق ملک میں ایسے بے شمار مقامات پر لائنیں بچھی یا پڑی ہوئی ہیں، جو کسی استعمال میں نہیں آرہیں بلکہ بارش اور مٹی کی نظر ہوکر زنگ آلود بھی ہورہی ہے، جبکہ بے شمار مقامات پر تو مٹی کے اندر دھنس جانے کی وجہ سے ان کا نام ونشان بھی معلوم نہیں۔

تھوڑی محنت اور توجہ سے ان سب کو مہیا کر کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے، اور جو ناقابلِ استعمال ہوں، ان کو فروخت کر کے اس کی رقم کو مذکورہ ضرورت میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

یہ کام محنت اور توجہ طلب ضرور ہے، مگر ناممکن بلکہ کوئی زیادہ مشکل بھی نہیں ہے، بشرطیکہ اخلاص اور دیانت داری اور ذمہ داری سمجھ کر یہ کام کیا جائے، اور جب تک یہ کام نہ ہوسکے، اس وقت تک یہ بھی کیا جاسکتا ہے، کہ مختلف مقامات پر اسٹیشنوں وغیرہ پر ڈبل ٹریک پہلے سے بچھے ہوئے ہیں، لیکن بے توجہی اور غفلت کے بابت وہ ناقابلِ استعمال ہیں، ان کو کارآمد بنایا جائے، تاکہ ریلوں کی کراسنگ کے لئے زیادہ دور ہی ٹرین کو دوسری ٹرین کے انتظار کی وجہ سے دیر تک کھڑا نہ کرنا پڑے، بلکہ قریب سے قریب ترین مقامات پر ٹرینوں کو کراسنگ فراہم کی جائے، اس کے لئے متعلقہ شعبوں کے ذمہ داروں کو پابند کیا جائے، کہ وہ ٹرینوں کے متعلقہ مقامات پر کراسنگ کو یقینی بنانے کی کوشش کریں۔ (جاری ہے......)

مقالات و مضامین مفتی محمد امجد حسین

تشریع اسلامی کا پس منظر اور اہل تجدد (قسط۲)

تکمیلِ دین، تمکین دین، تدوینِ دین

اجتہاد کے متعلق اس اصولی گفتگو کے بعد جاننا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آخری آسمانی شریعت جو قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت کے لئے دین اسلام کی شکل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری اس کی تکمیل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات، والا صفات پر کر دی جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آیت:

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا (المائدہ.۳) [۱]

میں اس کا اعلان فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس کو واضح فرمایا۔ دین کی یہ تکمیل تکلیفِ شرعی اور عبودیت کے مقتضیات کے دائرے میں بہت سی چیزوں میں جزئیات اور تفصیلی احکام کی صورت میں ہے جبکہ بہت سی چیزوں میں یہ تکمیلِ دین اصول و مقاصد کی شکل میں ہے، کہ شارع نے مختلف مناھج و اسالیب بیان کے ضمن میں ایسے اصول دیئے ہیں جو قیامت تک آنے والے سب تغیر پذیر زمانوں اور احوال میں مکلفین کے لئے شارع کے منشاء کو معلوم کرنے کا ذریعہ ہوں اور شریعت نے اپنے ان اصول وفروع میں امت کی رہنمائی کا منصب حاملین شریعت اہل علم کو عطا فرمایا ہے (کما قال، العلماء ورثۃ الانبیاء)

تکمیل دین کے بعد دوسرا مرحلہ تمکینِ دین کا تھا یعنی مسلمانوں اور ان کے دین کا دنیا میں غلبہ جس کا قرآن مجید میں وعدہ ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ. وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ (سورۃ النور آیت ۵۵) [۲]

---

[۱] آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا، اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا، اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے (ہمیشہ کو) پسند کر لیا۔

[۲] تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ان سے اللہ وعدہ کرتا ہے کہ ضرور نہیں زمین میں خلافت عطا کر کے رہے گا، جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلاف ارضی دے چکا ہے، اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے، اس کو ان کے واسطے ضرور ہی تقویت دے گا (تفصیل کے لئے ملاحظہ: معارف القرآن عثمانی ج۶ وتفسیر ماجدی ج۳)

خلفائے راشدین کے زمانے میں یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اور بعد کے زمانوں میں بھی اس کا تسلسل جاری رہا کہ مسلمان اسلام کا پرچم اٹھائے مشرق و مغرب میں چھا گئے اور دین اسلام کی دعوت و پیغام کو دنیا کے اطراف واکناف میں پہنچا دیا اور ملکوں اور سلطنتوں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں مفتوح کر کے قوموں اور ملتوں کو اسلام کے آگے سرنگوں کر دیا۔

تیسرا مرحلہ تدوینِ دین کا تھا کہ اسلام جب آفاقی دین بن چکا اور عرب و عجم کی قومیں اس کی حلقہ بگوش ہوگئیں اور عرب کے محدود رقبے اور سادہ زندگی سے نکل کر اسلام مختلف متمدن قوموں اور وسیع و عریض ملکوں اور علاقوں میں پھیل چکا تو اسلام کی تعلیمات سے منظّم و مربوط شکل میں ان نومسلم اقوام و معاشروں کو واقف کرانے اور ان کے تمدن و معاشرت اور معاملات کی ایک ایک چیز کو اسلام کے اصولوں کی کسوٹی پر پرکھنے اور اسلام کے آفاقی شان کو اس کے اصولوں اور مقاصد کی روشنی میں آشکارا کرنے کا بڑا مرحلہ درپیش تھا۔

یہ مرحلہ فقہی مذاہب کی تدوین اور اس کے بعد علم حدیث کی تدوین، تنقیح اور حفاظت و اشاعت کی صورت میں پایہ تکمیل کو پہنچا، تدوین کے مرحلے میں بہت سے فقہاء مجتہدین کی خدمات ہیں جیسے شیخ حسن بصری، اوزاعی، لیث بن سعد، ربیعہ رائے وغیرہم علیہم الرحمۃ لیکن جمہور امت میں قبولیت عامہ اور فروغ چار فقہاء کے کام کو حاصل ہوا یعنی چاروں فقہی مذاہب کے بانی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے فقہی مذاہب کو۔

ایک تو اس وجہ سے ان کا کام اس لحاظ سے زیادہ منظّم و مربوط تھا کہ فقہی احکام کے ہر باب میں ان کے مباحث و آراء موجود ہیں دوسرے ان کے ایسے فقیہ شاگرد و متبعین ہوئے ہیں کہ جنہوں نے ان کے اصول و قواعد کو منضبط کیا اور ان کی روشنی میں تفریعات و جزئیات کا استقصیٰ کیا اور ان ائمہ کے اقوال و روایات کو اور ان کے مستدلات کو پوری طرح مدون و منقح کیا۔ مضمون میں غیر معمولی طوالت کا اندیشہ مانع ہے ورنہ ان ائمہ اربعہ کے فقہی مذاہب کی تدوین کی ترتیب و تفصیل اور انکے طریقہ اور اصولوں میں باہم فرق کو ہم مفصلاً ذکر کرتے خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے طریقہ کار کو کہ کس طرح امام صاحب نے اپنے شاگردوں میں سے چالیس کے قریب سربرآوردہ فقہاء اور مجتہدین کی مجلس قائم کی جس میں تفسیر، حدیث، لغت و بلاغت وغیرہ علوم عربیت کے ماہرین اور خلفائے راشدین و دیگر فقیہ و اصحاب فتویٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ، آثار اور اقوال سے مکمل آگاہی رکھنے والے ایک سے بڑھ کر ایک اساطین علم تھے اور اس مجلس میں مسائل پر بحث، نقد و نظر اور غور و فکر کس طرح سے ہوتا تھا؟ پھر اتفاق ہو جانے پر اتفاقی مسئلہ کو ورنہ جس

کا نکتہ نظر اور اجتہاد دوسروں سے مختلف ہوتا ان کے نام کی صراحت کے ساتھ ان کے اختلاف کو لکھ کر منضبط کرلیا جاتا، اور بیسیوں سال تک یہ فقہی مجلس اجتماعی اجتہاد کے ادارے کی حیثیت سے کام کرتی رہی، جس کے صدر مجلس امام ابوحنیفہ تھے تو اراکین میں سے امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، حسن بن زیاد علیہم الرحمہ جیسے نمایاں و باکمال صاحب اجتہاد ہستیاں تھیں اور ان کا کام تدوین فقہ حنفی کی صورت میں امت کے سامنے آیا۔ فقہی مذاہب کی تدوین اور شیوع کے بعد جمہور امت کی گردنیں ان مذاہب کے سامنے جھک گئیں۔ عرب وعجم اور شرق وغرب میں پھیلی ہوئی امت مسلمہ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان مذاہب کو امت میں عمومی تلقی بالقبول حاصل ہوگئی اور تدوین دین کا جو کام اللہ تعالیٰ نے لینا تھا وہ ان ہستیوں سے لے لیا اور امت کو ان مذاہب پر جمع کر دیا۔ اس مرحلے کے بعد تدوین حدیث کی گرم بازاری ہوئی، ایک سے بڑھ کر ایک محدث پیدا ہوا۔ صحاح ستہ اور دیگر امہات الکتب فی الحدیث تالیف ہو کر یکے بعد دیگرے دنیائے اسلام میں رائج وشائع ہوگئیں۔ اسلامی دنیا علم حدیث کے غلغلوں سے گونج اٹھی، ان بعد کے ادوار میں اسلامی علوم وفنون کے سب میدانوں میں ایک سے بڑھ کر ایک یگانہ روزگار اور نابغہ وقت محقق عالم منصۂ شہود پہ رونما ہوتا رہا، تحقیق وتدقیق کے دریا بہاتا اور اپنے علم وفضل کی بہار لٹاتا رہا۔

چنانچہ بڑے بڑے مفسرین آئے، بڑے بڑے فقہاء آئے، زہد وتصوف کے میدان میں ایک سے بڑھ کر ایک شیخ، صوفی اور زاہد پیدا ہوا۔ شہاب الدین سہروردی، عبدالقادر جیلانی، جنید بغدادی، بایزید بسطامی، شبلی، معین الدین چشتی، بہاؤالدین نقشبندی، علم العقائد والکلام کے دائرے میں بڑے بڑے متکلمین اور محققین پیدا ہوئے ،شیخ اشعری و ماتریدی، غزالی و رازی وغیرھم۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ احکام شرع کے میدان میں شریعت کے مختلف شعبوں کے یہ سب ائمہ وپیشوا انہی چار فقہی مذاہب سے وابستہ رہے (والنادر کالمعدوم)

مثلاً محدثین کو آپ لیجئے اس میدان میں ایسے ایسے حفاظ حدیث ہیں کہ ہزاروں احادیث سند ومتن کے تمام تنوعات اور تفصیلات کے ساتھ جن کو نوک زبان تھیں لیکن احکام شرع کے باب میں دیکھیں تو یہی ائمہ، حفاظ حدیث یا ابوحنیفہ کی تقلید کرتے نظر آئیں گے یا امام مالک وشافعی کی یا احمد بن حنبل کی۔ محدثین میں سے امام بخاری کے بارے میں اختلاف ہے کہ مقلد تھے یا مجتہد ورنہ باقی سب محدثین کے حالات اگر ملاحظہ کئے جائیں تو کسی کے احوال طبقات شافعیہ کی کتب میں ملیں گے کسی کے طبقات مالکیہ اور کسی کے طبقات کبریٰ وغیرہ میں۔ اور بعد کے فقہاء میں کرخی، بزدوی، سرخسی، خواہر زادہ، حلوانی، ابن ھمام، کاسانی، ماوردی، باقلانی، ابن سحنون، ابن قدامہ، ایک سے ایک بڑی ہستی تدوین کے بعد کی تین چار سو

سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں پوری علمی وفقہی ھیبت اور جلال اور عظمتِ شان کے ساتھ کھڑی نظر آئے گی، لیکن اپنی فقہی و دینی خدمات کے لئے کوئی میدان چنیں گے تو اجتہاد مطلق کا نہیں بلکہ مجتہد فی المسائل ہونے کا یا تخریج وترجیح کا، جیسا کہ پیچھے اس کی تفصیل گزری ہے۔

اصل میں اجتہاد مطلق کا مقام کہ قرآن وسنت سے اصول بھی خود استخراج کئے جائیں اور پھر ان کی روشنی میں اجتہاد واستنباط بھی کیا جائے یہ بہت ہی نادرونایاب مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص وہبی ملکہ واستعداد ہے جس کو چاہیں اس پر فائز کریں (وربک یخلق مایشاء ویختار) ع

صدیوں میں بھیجتا ہے ساقی کہیں ایسا مستانہ

دوسرے اس مقام وقابلیت کے لوگوں کی جب ضرورت تھی تو قدرت نے ان کو بھیجنے میں پوری سخاوت برتی ہے چنانچہ ائمہ اربعہ جو اس مرتبہ کے لوگ تھے ان کا زمانہ قریب قریب ہے اور اسی زمانہ میں اس شان کے اور بھی بہت سی ہستیاں تھیں جن میں سے بعض کے نام پیچھے گزرے ہیں) اور وہ تدوین دین کا مرحلہ تھا جب یہ مرحلہ سر ہو چکا تو یہ ضرورت پوری ہوگئی اور جو چیز وجود میں آنی تھی وہ آ گئی۔ [۱]

ان بزرگوں نے اپنی خداداد قابلیت سے قرآن وسنت سے ایسے جامع وکامل اصول اخذ کئے کہ انشاء اللہ رہتی دنیا تک ہر طرح کے تغیر پذیر حالات اور نو پیش آمدہ مسائل میں شریعت کی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

ہاں ان اصولوں کی روشنی میں تفریعات کرنے اور نئے نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل نکالنے کے لئے جس اجتہادی ملکہ کی ضرورت ہے اس پائے کے مجتہدین سے کوئی دور خالی نہیں رہا۔ اور نہ آج کا دور خالی ہے، نہ یہ دروازہ پہلے کبھی بند ہوا ہے نہ اب بند ہوگا۔

البتہ ''لکل فن رجال'' کے تحت جو لوگ اس کی صلاحیت رکھتے ہوں، اور اس کیلئے مطلوبہ شرائط پر پورے اترتے ہوں (جیسا کہ پیچھے ان شرائط کا ذکر ہوا ہے) وہی اس عمل کے اہل وحقدار ہیں۔

(جاری ہے......)

---

[۱] اس کی مثال مادی چیزوں میں سائنسی ایجادات کی سی سمجھ لیں کہ پہیہ ایجاد کرنا جب قدرت کو منظور ہوا تو اس وقت کسی صاحبِ فن و ہنر کے ذہن ودماغ کو اس کی طرف متوجہ کر دیا اور اس نے اپنے موہوبہ ذہن وفہم سے پہیے کے ایجاد کا کارنامہ سرانجام دیا اس طرح یہ ایک حقیقت تھی جو وجود میں آ گئی اب بعد والے اس کے طرح طرح کے ڈیزائن، سائز وغیرہ تو بنا سکتے ہیں لیکن جہاں تک ایجاد کی بات ہے تو وہ وہی ہے جو پہلی دفعہ ہوگئی۔ اب پہیئے کو دوبارہ ایجاد کرنے کی بات دیوانے کی بڑ ہوگی۔ ایجاد تو وہی تھی جو ایک دفعہ وجود میں آ گئی اسی طرح اجتہاد مطلق کی امتیازی شان قرآن وسنت سے اصولوں کا استخراج واستنباط اور استدلال کے مناہج وبنیادوں کی تعیین وتدوین تھی، یہ خدمت جس وقت جن سے لینا قدرت کو منظور تھی، اس وقت ان سے لے لی گئی۔

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولوی طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۰۳ھ:** میں حضرت ابوطیب احمد بن عمر بن مہلب بزاز رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۴ص۲۸۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۰۵ھ:** میں حضرت ابوخلیفۃ فضل بن حباب عمرو بن محمد بن شعیب، جمحی بصری اعمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کی ولادت ۲۰۶ھ میں ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۱۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۰۵ھ:** میں حضرت ابوحفص عمر بن محمد بن نصر بن حکم مقریٔ کاغدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۱۱ ص۲۲۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۰۶ھ:** میں حضرت ابوموسیٰ عیسیٰ بن ادریس بن عیسیٰ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ دمشق میں رہتے تھے(تاریخِ بغداد ج۱۱ ص۱۷۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۰۷ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن سلیمان بن بابویہ بن فہرویہ بن عبداللہ مرزوق علاف مخرمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج۵ ص۳۰۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۰۹ھ:** میں حضرت ابوالفضل جعفر بن احمد بن صباح رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ جرجرائی کے نام سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۷ص۲۰۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۰ھ:** میں حضرت ابوسعید محمد بن احمد بن عبید بن فیاض عثمانی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۲۳۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۰ھ:** میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن جابر الفقیہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (تاریخِ بغداد ج۶ ص۵۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۲ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن ہارون بن حمید بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن المجدر کے نام سے مشہور تھے(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۴۳۶، وکذافی تاریخِ بغدداد ج۳ص۳۵۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۲ھ:** میں حضرت ابوبکر احمد بن محمد بن ہیثم بن بیان دوری دلال رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۵ ص۱۱۶)

Idara Ghufran

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۳ھ:** میں حضرت ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران السراج ثقفی نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۳۹۷، وکذافی تذکرۃالحفاظ ج۲ ص۷۳۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۴ھ:** میں حضرت ابوالحسن محمد بن محمد بن عبداللہ بن نفاح بن بدر باہلی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ مصر میں رہتے تھے(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۲۹۵، وکذافی تاریخِ بغداد ج۳ص۲۱۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۴ھ:** میں حضرت ابواللیث نصر بن القاسم بن نصر بن زید فرائضی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج۱۳ ص۲۹۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۶ھ:** میں حضرت ابومقاتل صالح بن احمد بن یونس ابوحسین بزاز رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ قیراطی کے لقب سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۹ ص۳۲۹)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۶ھ:** میں حضرت ابوبکر قاسم بن عبدالرحمٰن بن محمد بن حسان بن سنان انباری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ اسحاق بن بہلول بن حسان رحمہ اللہ کے قریبی رشتہ دار تھے(تاریخِ بغداد ج۱۲ ص۴۴۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۸ھ:** میں حضرت ابوالعباس اسماعیل بن داؤد بن وردان مصری بزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ وردان کے نام سے مشہور تھے(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۵۲۲)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۸ھ:** میں حضرت ابوالفضل جعفر بن محمد بن یعقوب صندلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۷ص۲۱۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۱۸ھ:** میں حضرت ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول بن حسان بن سنان تنوخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ اصلاً انبار کے رہنے والے تھے(تاریخِ بغداد ج۴ص۳۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۰ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن حمدون بن خالد نیساپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ۸۵سال کی عمر پائی(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص۲۱، وکذافی تذکرۃالحفاظ ج۳ص۸۰۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۲ھ:** میں حضرت ابوعباس احمد بن عبداللہ بن نصر بن بجیر بن عبداللہ بن صالح بن اسامۃ ذہلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۴ص۲۲۹)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۲ھ:** میں حضرت ولادت ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر بن سعدان بن عبد الرحمٰن بن ماہویۃ بن مہیار بن مرزبان حفار رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(تاریخِ بغداد ج۱۴ ص۷۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۳ھ:** میں حضرت ابوہاشم محمد بن عبدالاعلیٰ بن محمد انصاری رحمہ اللہ کا انتقال

ہوا، آپ ابنِ علیل کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۵۳۰)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۴ھ:** میں حضرت ابوقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر بن سلیمان بن صالح طائی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۹ ص ۳۸۵)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۴ھ:** میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد بن واصل بن میمون نیساپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۶۶، وکذافی تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۸۲۰)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۴ھ:** میں حضرت ابوجعفر قمودی السوسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۷۸)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۴ھ:** میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد بن واصل بن میمون رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ نیشاپور کے رہنے والے تھے، اور ابان بن عثمان بن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ (تاریخِ بغداد ج۱۰ ص ۱۲۰)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۵ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن مزید بن محمود بن منصور بن راشد بن نعشرۃ خزاعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن ابی الازہر کے نام سے مشہور تھے (تاریخِ بغداد ج۳ ص ۲۹۱)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۶ھ:** میں حضرت ابوالفضل شعیب بن محمد بن عبیداللہ بن خالد راجیان کاتب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۹ ص ۲۴۶)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۷ھ:** میں حضرت ابوحسن علی بن عباس بن فضل کا انتقال ہوا، آپ ہروی کے لقب سے مشہور تھے (تاریخِ بغداد ج۱۲ ص ۲۶)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۲۹ھ:** میں عباسی خلیفہ ابواسحاق احمد بن مقتدر باللہ جعفر بن المعتضد باللہ احمد بن الموفق بن المتوکل ہاشمی عباسی کا انتقال ہوا، ان کا لقب الراضی باللہ تھا، ۲۹۷ھ میں ولادت ہوئی، ان کی والدہ روم کی رہنے والی تھیں (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۱۰۴)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۰ھ:** میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان ضبی بغدادی محاملی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کی ایک کتاب ''السنن فی الفقہ'' کے نام سے ہے، ۲۳۵ھ کے اوائل میں آپ کی ولادت ہوئی، ابوبکر الداودی فرماتے ہیں کہ محاملی کی مجلس میں دس ہزار آدمی شریک ہوتے تھے، آپ کچھ عرصہ قاضی بھی رہے، لیکن ۳۲۰ھ میں عہدہ قضاء سے استعفیٰ دے دیا، محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ بغداد سے بلاؤں اور

مصیبتوں کو محاملی کی وجہ سے دور فرماتے ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۲۶۱ ،تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۸۲۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۰ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان ضبی محاملی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۸ص ۲۲)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۱ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبۃ سدوسی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ شیبۃ کے نام سے مشہور تھے(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۱۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۱ھ**: میں حضرت ابوحفص عمر بن داؤد بن سلیمان بن عنبسۃ انماطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ عمانی کے لقب سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۱۱ ص ۲۳۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۲ھ**: میں حضرت ابوالفضل احمد بن عبداللہ بن نصر بن ہلال سلمی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۱۲)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۲ھ**: میں حضرت ابوالفضل عباس بن محمد بن معاذ نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ قوہیار نیشاپوری کے نام سے مشہور تھے، آپ کی وفات کا یہ واقعہ ہوا تھا کہ ایک مرتبہ آپ حمام تشریف لے گئے، لیکن نائی نے نشہ کی حالت میں استرے سے آپ کے سر میں گہرا زخم کر دیا، جس کی وجہ سے آپ کی وفات ہوگئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۳۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۴ھ**: میں حضرت ابوعیسیٰ احمد بن اسحاق بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن انماطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ قماش کے نام سے مشہور تھے(تاریخ بغداد ج۴ص ۳۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۴ھ**: میں حضرت ابوعمرو عثمان بن محمد بن عباس بن جبریل وراق رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ شمعی کے لقب سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۱۱ ص ۳۰۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۸ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابی ثابت عبسی عراقی سامری کا انتقال ہوا، آپ دمشق میں رہتے تھے، اور ابنِ ابی ثابت کے نام سے مشہور تھے۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۴۶۱)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۸ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابی ثابت عطار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۶ ص ۱۶۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۳۸ھ**: میں عباسی خلیفہ ابوالقاسم عبداللہ المستکفی باللہ بن علی المکتفی باللہ بن احمد المعتضد باللہ بن ابی احمد الموفق کی وفات ہوئی، یہ المتقی باللہ کے بعد خلیفہ بنے تھے(تاریخِ بغداد ج۱۰ ص ۱۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۱ھ**: میں حضرت ابوحسین احمد بن محمد بن جعفر بن حمویہ جوزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ مشکان کے نام سے مشہور تھے (تاریخِ بغداد ج۴ ص ۷۰ ۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۱ھ**: میں حضرت ابوحسین احمد بن محمد بن جعفر بن حمویہ جوزی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۹۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۲ھ**: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شوذب واسطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابن شوذب کے نام سے مشہور تھے، ابوبکر احمد بن بیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان ابنِ شوذب سے زیادہ کسی کو قرآن مجید کی زیادہ تلاوت کرنے والا نہیں دیکھا۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۴۲۶)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۴ھ**: میں حضرت ابومحمد حسن بن زید بن حسن بن محمد بن حمزۃ بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب جعفری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج۷ ص ۳۱۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۶ھ**: میں حضرت ابوعباس محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان معقلی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ اصم کے لقب سے مشہور تھے۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۴۶۰، وکذافی تذکرۃ الحفاظ ۳ ص ۸۶۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۷ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن جعفر بن ہشام کندی دمشقی ابن بنت عدبس رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن بنت عدبس کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۵۷۰)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۷ھ**: میں حضرت ابوعمر حسن بن عثمان بن احمد بن حسین بن سورۃ واعظ رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ ابن الفلو کے نام سے مشہور تھے (تاریخِ بغداد ج۷ ص ۳۶۲)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۹ھ**: میں حضرت ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان بن الارکون قرشی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ سنان کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۵۳۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۹ھ**: میں حضرت ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ بن عمرو بغدادی عطشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۲۵۵ھ میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۵۶۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۳۴۹ھ**: میں حضرت ابوحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ بن عمرو بن بیان بن فروخ بزاز عطشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ الآدمی لقب کے سے مشہور تھے (تاریخِ بغداد ج۴ ص ۲۹۹)

بسلسلہ: فقہی مسائل (نماز کے ارکان کا بیان: قسط۷)

مفتی محمد امجد حسین

نماز کے اندرونی فرائض

نماز کے بیرونی فرائض جن کو نماز کی شرائط کہتے ہیں، ان کا بقدرِ کفایت بیان ہو چکا، اب نماز کے داخلی فرائض جن کو ارکانِ نماز کہتے ہیں، ان کا ذکر شروع ہوتا ہے، نماز کے یہ اندرونی فرائض تکبیرِ تحریمہ سمیت چھ ہیں:

(۱)......تکبیرِ تحریمہ (۲)...... قیام (۳)...... قراءت (۴)...... رکوع (۵)......
دونوں سجدے (۶)......قعدہ اخیرہ۔ [۱]

نماز کے ان فرائض میں سے ایک بھی جان بوجھ کر یا بھول کر چھوڑ دیا جائے تو نماز نہیں ہوتی، ایسی نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

(۱)......تکبیرِ تحریمہ

اس تکبیر کے کہتے ہی آدمی نماز میں داخل ہوجاتا ہے، اور وہ اکثر چیزیں جو نماز سے باہر جائز تھیں جیسے کھانا پینا، چلنا پھرنا، بات چیت کرنا وغیرہ اب حرام ہوگئیں، اس وجہ سے اس تکبیر کا نام تکبیرِ تحریمہ ہے، اصلاً تو تکبیرِ تحریمہ شرائط میں شامل ہے، [۲] لیکن چونکہ یہ نماز کے ارکان کے ساتھ بالکل پیوست اور ملی ہوئی ہے، اس لئے اس کا ذکر نماز کے فرائض یعنی ارکان میں کیا جاتا ہے (البتہ نمازِ جنازہ میں تکبیرِ تحریمہ یعنی جنازہ کی پہلی تکبیر شرط نہیں بلکہ رکن ہے، جیسے کہ باقی تین تکبیریں رکن ہیں)

تکبیرِ تحریمہ کے لفظ سے متعلق کچھ تفصیل

اللہ اکبر کو چھوڑ کر کسی اور کلمہ سے نماز شروع کرنے میں مشائخ کا اختلاف ہے، کہ اس طرح نماز شروع

---

[۱] خروج بصنعہ یعنی اپنے اختیار سے نماز سے نکلنے کو بھی بعض نے نماز کے فرائض میں شمار کیا ہے، اس صورت میں تعداد فرائض کی سات ہوجاتی ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ فرض و رکن نہیں ہے۔

[۲] تکبیرِ تحریمہ کے شرط ہونے کی وجہ سے ہی ایک نفل نماز کی بناء دوسرے نفل پر اور ایک فرض کی بناء دوسرے فرض پر درست ہے (البتہ فرض پر فرض کی یا نفل پر فرض کی بناء درست نہیں) پس اگر کسی شخص نے فرض نماز کا تحریمہ باندھا تو ان فرضوں کے آخر میں سلام پھیرنے کی بجائے کھڑا ہوکر نیا تحریمہ کہے بغیر نفل شروع کرسکتا ہے، اسی طرح نفل نماز کی تکبیرِ تحریمہ باندھ کر وہ نفل پڑھ کر آخر میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہوکر بغیر نئے تحریمہ کے دوسری نفل نماز شروع کرسکتا ہے، لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے، کیونکہ اس طرح ایک تو سلام پھیرنے میں تاخیر ہوجاتی ہے، دوسرے پہلی نماز سے نکلنے کا جو طریقہ شرعاً مقرر ہے وہ متروک ہوجاتا ہے، سہواً ایسا ہوجائے تو مکروہ نہیں البتہ سجدہ سہو آئے گا؟

Iqra Ghufran

ہوجائے گی یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ اللہ اکبر کے ساتھ تکبیرِ تحریمہ کہنا واجب ہے، اس لئے کسی اور تعظیم کے کلمہ سے تحریمہ کہنا مکروہِ تحریمی ہے، اگرچہ نماز اس کے ساتھ شروع ہوجائے گی، لیکن مکروہِ تحریمی ہونے کی وجہ سے اس نماز کو لوٹانا پڑے گا (جیسا کہ کسی اور واجب کے چھوٹنے کا بھی یہی حکم ہے)

''اَللّٰہُ اَکْبَــــرُ'' کہنے میں درجِ ذیل غلطیوں میں سے کسی غلطی کے ہونے سے تحریمہ صحیح نہ ہوگا، اور نماز شروع نہ ہوگی، اللہ اکبر میں جو دو جگہ ہمزہ ہے، یعنی اللہ کے شروع میں اور اکبر کے شروع میں اس میں مد کرنا یعنی ہمزہ کو لمبا کرنا، آللہ یا آکبر پڑھنا، اکبر کی ب کو لمبا کرنا (یعنی اکبار پڑھنا) لفظ اللہ کے لام کو لمبا کئے بغیر پڑھنا (یعنی اللَّہ کہے تو یہ غلط ہے)

ان غلطیوں سے بھی بچے

اللہ کی ھ میں صرف پیش کے برابر کھینچنے کے بجائے واؤ کے برابر کھینچ کر لمبا کرنا (یعنی ھ پیش ھُ ہے، کوئی ھ پیش واؤ ھو کے برابر لمبا کردے) اسی طرح اللہ کی اسی ھ میں پیش کے بجائے جزم پڑھنا (یعنی ساکن پڑھنا) بھی غلط ہے، اور اکبر کی راء کو ساکن کے بجائے پیش کے ساتھ پڑھنا بھی غلط ہے...... مذکورہ جن غلطیوں کی صورت میں تکبیرِ تحریمہ معتبر نہ ہونے کی وجہ سے نماز شروع نہ ہوگی، یہ غلطیاں اگر تکبیراتِ انتقالیہ (یعنی نماز کے اندر ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے وقت جو اللہ اکبر پڑھا جاتا ہے) میں ہوئیں تو نماز فاسد ہوجائے گی...... تکبیرِ تحریمہ اتنی آواز سے کہے کہ خود سن سکے (یعنی اپنے کان میں آواز پہنچے) بشرطیکہ بہرا نہ ہو، ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی (یعنی شروع نہ ہوگی) گونگے کی نماز صرف نیت سے شروع ہوجاتی ہے، یہ حکم ہر اس شخص کا ہے جو بولنے سے عاجز ہو...... اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہے (یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے) تو یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی تحریمہ امام کے تکبیرِ تحریمہ کے کہنے کے بعد ہو، پہلے نہ ہو، ورنہ اقتداء صحیح نہ ہوگی (پس اگر اقتداء کی نیت سے شامل ہوا ہے، تو یہ نماز شروع ہی نہ ہوگی)

تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت کب تک؟

اس میں کچھ اختلاف ہے، صحیح اور زیادہ گنجائش والا قول یہ ہے، کہ جس کو پہلی رکعت مل گئی اس کو تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ [۱]

---

[۱] تکبیرِ اولیٰ کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں یوں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ (ترمذی حدیث نمبر ۲۴۱، باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

(گویہ فضیلت اس شخص کی تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت سے کم ہوگی جوشروع نماز سے امام کے ساتھ شامل ہے)

تکبیرِ تحریمہ قیام کی حالت میں کہنا ضروری ہے، خواہ قیام حقیقی ہو یا حکمی (نفلی نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، اور فرض، واجب نماز صرف عذر کی صورت میں بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، لہٰذا ان صورتوں میں بیٹھ کر تحریمہ کہنا جائز ہے، اور قیامِ حکمی سے یہی مراد ہے)

اگر امام رکوع میں ہو اس وقت کوئی آ کر جماعت میں شامل ہو تو ضروری ہے کہ تکبیرِ تحریمہ قیام یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں کہے اور تکبیرِ تحریمہ کہہ کر پھر بلا توقف دوسری رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اگر تکبیرِ تحریمہ جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں کہی (اور اتنا جھکا ہوا تھا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچتے ہوں) تو پھر یہ تحریمہ چونکہ قیام کی حالت میں نہیں کہی گئی، تو اس کی نماز شروع ہی نہ ہوگی، یہ نماز میں داخل نہ ہوگا، اسی طرح اگر آدھی تکبیرِ تحریمہ قیام کی حالت میں اور آدھی اتنا جھک کر کہی کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ گئے (جو کہ رکوع کی ھیئت ہے) تو بھی نماز شروع نہ ہوگی، پوری تکبیر قیام کی حالت میں کہے، پھر فوراً دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

اس صورت میں اگر رکوع میں امام کے ساتھ رَل گیا، تو نماز میں بھی داخل ہوگیا، اور یہ رکعت بھی اس کو مل گئی، اور اگر امام اس کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے اٹھ چکا تھا تو یہ رکعت اس کو نہیں ملی، اس لئے احتیاط رکھنی چاہیئے، اور جلد بازی سے پرہیز کرے، سکون و وقار کو ملحوظ رکھ کر نماز میں شامل ہو، ورنہ ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق بن سکتا ہے۔ (جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے (یعنی اخلاص کے ساتھ) چالیس دن تک جماعت کے ساتھ تکبیرِ اولیٰ پانے کی حالت میں نماز پڑھی، تو اس کے لیے دو پروانے لکھے جائیں گے، ایک برأت کا آگ سے، اور دوسرا نفاق سے برأت کا۔ (ترجمہ ختم)

فقہائے اسلام کی علمی خدمات کا نقیب

ماہنامہ ''فقاہت'' لاہور

نگران: محقق العصر مولانا نعیم الدین صاحب **مدیر:** ابوحماد عبدالوحید اشرفی

رابطہ: مکہ کتاب گھر، رحمان پلازہ، مچھلی منڈی، اردو بازار، لاہور

فون: 042-7214882-0321-4044602